باسمہ تعالیٰ

مکرم ومحترم حضرت مولانا سعد صاحب، وفقنا الله و إياكم لمايحب و يرضىٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاجِ گرامی بہتر ہوں گے، بندہ بخدمتِ اقدس ایک عریضہ پیش کررہا ہے امید ہے کہ لحاظِ خاطر ہوگا۔

قال الله تبارک و تعالیٰ: وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وقال: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ، وقال رسول الله ﷺ: الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، الحديث.

آں جناب کی نسبی وروحانی نسبت بانیٔ دعوت وتبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ سے ہے، حضرت مولانا جسمانی اعتبار سے لاغر اور کمزور تھے مگر روحانی وایمانی اعتبار سے اس قدر قوی و عالی تھے اس کا اندازہ عالم گیر دعوت وتبلیغی تحریک سے لگایا جاسکتا ہے ایک صدی پوری نہیں ہوئی مگر پورے عالم میں بفضلہٖ تعالیٰ دینی انقلاب برپا ہوگیا اور ہر جگہ دین اسلام پر چلنے کے لئے بہترین ماحول کی بنیاد پڑ گئی، جس شجرۂ طوبیٰ کو آپ کے پرداداصاحبؒ نے لگایا تھا اس کو آپ کے داداصاحبؒ نے بفضلہٖ تعالیٰ استحکام بخشا، اور دادا صاحب کے سفر وحضر کے ساتھی، ومشیرِ خاص حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اس کی خوب آبیاری کی، باری تعالیٰ نے اس شجرۂ طوبیٰ کی شاخیں پورے عالم

میں پھیلائیں، دعاء ہے کہ آپ کے ذریعہ کام میں اعتدال اور ترقی ہو، اور کام کرنے والوں میں اتحاد و اتفاق بحال ہو جائے۔

آپ کی خدمت میں اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ آپ کے پر دادا صاحبؒ نے اپنے زمانہ کے اہل علم و ذکر و فکر بزرگوں کی غیر معمولی صحبت پائی، حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں دس سال رہے، اور حضرت شیخ الہندؒ، محدث عصر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا رائے پوریؒ، حضرت مدنیؒ، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے خصوصی تعلق رہا، تاہم آخری عمر میں حضرت بہت ڈرتے اور روتے رہتے تھے کہ میرا کام تو چل پڑا ہے کہیں یہ میرے لئے استدراج نہ ہو۔

آپ کے دادا حضرت مولانا یوسف صاحبؒ نے بچپن ہی سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ، حضرت رائے پوریؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ کی شفقتیں پائیں اور تاحیات حضرت شیخ الحدیث کی سرپرستی میں کام کرتے رہے اور حضرت کو آخری عمر میں سب سے زیادہ فکر تھی کہ امت کا شیرازہ بکھر نہ جائے، سفر آخرت سے ایک دو دن پہلے آخری بیان جو لاہور میں ہوا وہ اس فکر کا شاہد ہے۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے طویل عرصہ تقریباً (۱۵) سال حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی خدمت میں گذارا ہے اور حضرت مولانا نے وفات سے ایک دو دن پہلے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا ذکر اپنے معتمد علیہ لوگوں میں فرمایا؛ بلکہ اپنی نیابت کے لئے جن حضرات کے نام پیش کئے ان میں بھی حضرت مولانا کا نام ہے، اسی طرح ایک

عرصہ حضرت شیخ کی خدمت میں گذارا، اس کے بعد تا حیاتِ شیخ حضرت شیخ الحدیث کی سرپرستی میں کام کرتے رہے، ہر سال دو تین دن کے لئے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری کا معمول رہا، نیز طویل سفر سے پہلے اور بعد میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری کا معمول رہا۔

حضرت والا! ان تین بزرگوں کو اپنے زمانہ کے علمائے ربانیین اور مشائخ عظام کا اعتماد حاصل رہا، ہر دور میں علماء و مشائخ بھی مرکز نظام الدین آتے رہے، چناں چہ ۱۳۹۹ھ میں بندہ کو تبلیغی سال کے دوران مرکز نظام الدین میں حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی میاںؒ، حضرت مولانا منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا عبدالحلیم جونپوریؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب مظاہری صاحب دامت برکاتہم کی زیارت کا موقع ملا۔

کیا خوب ہوتا کہ حضرت والا بھی کسی صاحبِ دل کی طویل صحبت پاتے اور اپنے دور کے اہلِ علم و ذکر بزرگوں کا اعتماد حاصل کرتے نیز ان میں سے معتد بہ طبقہ سے آپ کا گہرا تعلق ہوتا، تاکہ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں رہبری آسان ہوتی، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے بعض خدام سے فرمایا: ''حضرت فاروقِ اعظمؓ حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ سے فرماتے تھے کہ میں تمہاری نگرانی سے مستغنی نہیں ہوں'' میں بھی آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہے اس پر ٹوکئے، (ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحب ص۱۴۴ ملفوظ نمبر ۱۶۱)۔

اب بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے بیانات علمائے ربانیین اور مشائخ عظام

کے لئے باعثِ تشویش ہے، بندہ آپ کے بیان کا مختصر اقتباس بعینہ نقل کر رہا ہے جو بندہ کے پاس آپ کی آواز میں محفوظ ہے"شیطان نے تم لوگوں کو بڑے شکوک میں ڈالا ہے سارے عالم کا یہ مرکز ہے اور سارے عالم کو یہاں سے رجوع کرنا ہے یہ اللہ کی طرف سے طے شدہ بات ہے، میرے نزدیک انتہائی جاہل ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ یہاں کوئی بڑا نہیں ہے یہاں کوئی بڑا نہیں ہے یہاں کوئی امیر نہیں ہے غلط بات ہے بالکل غلط بات ہے یہ شیطانی وساوس ہیں جو ساتھیوں کی زبانوں پر آنے لگے ہیں، اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ اللہ رب العزت قربانی کی جگہ کو مرجع بنادیتے ہیں ساری امت کے لئے" اور بھی بیانات محفوظ ہیں جو باعثِ تشویش ہے۔

آں جناب نے اللہ تعالیٰ کا جو دستور بیان فرمایا ہے وہ دستور بلاشرط اور ابدی ہے؟ بہت سے مراکز کیوں اجڑ گئے؟ کھنڈرات کی شکل میں آج بھی پائے جاتے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ دین اسلام کے مراکز بدلتے رہے ہیں، حضرت مولانا سید رابع صاحب زید مجدہ نے دو سال پہلے جامعہ نذیریہ کے پروگرام میں علماءِ کرام سے مخاطب ہوکر فرمایا تھا: کیا اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ ہے؟ جب ہم کام صحیح نہیں کریں گے تو ہم کو ہٹا دیں گے، دوسرے لوگوں سے اللہ تعالیٰ اپنا کام لیں گے۔

حضرت والا سے مؤدبانہ استفسار ہے کہ آپ کی امارت کا پس منظر کیا ہے؟ آپ کے پیش رَو حضرات کے زمانہ میں نہ دعویٰ تھا نہ ساتھیوں کو مطعون کیا جاتا تھا؛ بلکہ وہ تو اپنے بارے میں ڈرتے رہتے تھے اور ساتھیوں کی غلطیوں کو اپنے اوپر لے لیا کرتے، حضرت

تھانویؒ جو اپنے زمانے کے مجدد تھے ایک مرتبہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ایک بات بیان فرمائی فوراً تنبہ ہوا تو مجمع میں فرمانے لگے کہ شیطان نے تحدیث بالنعمۃ کا پردہ ڈال کر دعویٰ اور غرور کی بات کروادی، مجمع میں اعلانیہ معافی مانگی اور کافی دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ جو خطرہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اپنے آخری دور میں محسوس کر رہے تھے کہ ”کہیں میرا یہ کام عوام کے ہاتھ میں نہ چلا جائے، اعتدال سے ہٹ جائے اور کام خراب ہو جائے اور آخرت میں میری پکڑ ہو“ آج وہ ہی خطرہ واقعہ بن گیا ہے، عوام تو عوام ہے بعض خواص سمجھے جانے والے بھی اعتدال سے ہٹ رہے ہیں، پھر مرکز نظام الدین بنگلہ والی مسجد میں بھی اعتدال نہ رہے تو اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے: کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

قرآن کریم کی وضاحت کے مطابق مقاصدِ بعثت تین ہیں: دعوت الی اللہ، تزکیۂ نفس، تعلیم کتاب وحکمت، یہ تینوں مقاصد ہر زمانہ میں مخصوص طریقہ پر رائج رہے ہیں، دعوت الی اللہ کا موجودہ طریقہ ملہم من اللہ ومؤید من اللہ ہے اسکی افادیت اظہر من الشمس ہے؛ مگر تین مقاصد میں سے کسی ایک کو بڑھانا دوسروں کو گھٹانا یہ افراط اور غلو فی الدین ہے، قرآن شریف میں فرمایا گیا: ﴿لا تغلوا في دينكم﴾ کسی بھی تحریک کے انحطاط اور زوال کے لئے اتنا کافی ہے کہ غلو اور افراط وتفریط سے کام لیا جائے، اسی لئے سورۂ ہود کی آیتِ کریمہ ﴿فاستقم كما أمرت﴾ بہت اہمیت کی حامل ہے۔

اس قدر عالی وعالمی کام کے مقتدیٰ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اہل اللہ کی طویل

صحبت پائی ہو، قرآن اور حدیث کے علوم پر عبور ہو، علمی رسوخ حاصل ہو، نیز سیرتِ پاک، سیر صحابہ کے تمام پہلو پر خاصی نظر ہو، تاریخِ اسلام سے بھی واقفیت ہو، اس کے بغیر کسی کام میں انہماک آدمی کو اعتدال سے ہٹا کر اپنے مقصد کو ثابت کرنے کے لئے تفسیر بالرای، غلط تاویلات اور اجتہادِ خام پر مجبور کرتا ہے، آج اسی بات پر اہلِ علم و ذکر کو نہایت تشویش ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ کام عوام کے ہاتھوں میں جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس کام کا محافظ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم)

اس وقت اعتدال، علمی رسوخ و باطنی صفات کی ضرورت ہے، محققین نے لکھا ہے: کہ ظاہر بے باطن نفاق ہے اور باطن بغیر ظاہری شریعت کے زندقہ ہے، آج یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ یہ کام علمائے ربانیین کی سرپرستی میں نہ رہا اور سنت و شریعت سے ہٹ گیا تو یہ تحریک گمراہی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے جیسا کہ ماضی میں ہو چکا ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے تاریخ دعوت وعزیمت کی جلد:۴ میں تحریر فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ محمد بن یوسف جونپوری (متوفی ۹۱۰ھ) کے غلو نے مہدوی فرقہ کو جنم دیا اور دسویں صدی کے وسط تک اس جماعت کے اثرات ہندوستان اور افغانستان پر قائم رہے، دسویں صدی کے اخیر میں مہدویت کی تحریک میں نمایاں ضعف پیدا ہوا جب اس عہد کے علماء راسخین جو کتاب وسنت پر گہری نظر رکھتے تھے خصوصا اس عہد کے سب سے بڑے عالم حدیث وسنت علامہ محمد بن طاہر پٹنی (۹۱۱--۹۸۶) نے اس کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔

محی الدین ابن عربیؒ (متوفی ۶۸۶ھ) کے غالی شاگردوں نے وحدۃ الوجود جیسے

باطل عقیدہ کی اشاعت کی ہے جس کی تردید کرنے میں حافظ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ سخاویؒ، شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلامؒ، ملاعلی قاریؒ، علامہ سعد الدین تفتازانیؒ جیسے نامور علماء وائمۂ فن میدان میں آئے، نیز حضرت مولانا ابوالحسن ندویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: مثل مشہور ہے کہ جس گھر میں ہاتھی کی ہڈی ہوتی ہے اس میں دیمک نہیں لگتی طویل عرصہ کے بعد دیکھا گیا تو اسی ہڈی پر ہی دیمک لگ چکی تھی۔

صد افسوس کہ ایک صدی بھی پوری نہیں ہوئی کہ یہ عالی اور عالمی کام اختلاف و انتشار، بے اعتمادی و بے اعتدالی کی نظر ہونے لگا، اور ناگفتہ بہ حالات بہت سے صوبوں میں بلکہ مرکز نظام الدین میں رونما ہوئے جو ملتِ اسلامیہ کے لئے باعث عار وشرم ہے، اگر اس پر توجہ نہ دی گئی اور رجوع الی اللہ، تواضع سے کام نہ لیا گیا تو اور بھی خطرات درپیش ہیں جس کو اہل بصیرت محسوس کر رہے ہیں، باری تعالی آپ کی، کام کی اور کام کرنے والوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آپ ابن کریم ابن کریم ابن کریم ہیں آپ سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ راہ اعتدال قائم ہو اور اہلِ دل اکابر کی سرپرستی میں صدیوں تک یہ کام چلتا رہے۔

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت و ما توفيقي إلا باالله وما علينا إلا البلاغ

محمد یٰسین مظاہری